باب سوم

قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس سرہ العزیز

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۶، ذوالقعدہ ۱۲۴۴ھ سوموار کے دن چاشت کے وقت قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا ہدایت احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پینتیسویں (۳۵) پشت پر سیدنا حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری الخزرجی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جا ملتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد نے بعمر پینتیس سال ۱۲۵۲ھ میں گورکھپور میں انتقال فرمایا۔ اس وقت قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ مولانا کے دو حقیقی بھائی تھے ایک بڑے، حضرت مولانا عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو فارسی کی ابتدائی کتابوں میں مولانا کے استاد بھی تھے اور دوسرے چھوٹے سعید احمد جو نو سال کی عمر میں، انتقال کر گئے اور دو بہنیں تھیں ایک حقیقی مسماۃ فصیحاً، اور دوسری سوتیلی جن کا نام، "اُمۃ الحق" تھا۔

حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کا ایک لڑکا ولادت کے بعد چند ایام ہی کی عمر میں فوت ہو گیا تھا اور دوسرا صاحبزادہ مولانا حکیم مسعود احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۱۴، جمادی الثانیہ ۱۲۷۰ھ کو پیدا ہوا۔ اور ایک لڑکی بنام "امہانی" تین چار سال کی عمر میں انتقال کر گئیں اور دوسری صاحبزادی صفیہ خاتون تھیں جو حافظ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی والدہ تھیں۔

مولانا نے نوعمری ہی میں فارسی کی کتابیں کرنال میں اپنے ماموں حضرت مولانا محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے پڑھیں جو فارسی کے قابل ترین استاد تھے علم فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو عربی کا شوق ہوا۔ آپ نے ابتدائی صرف ونحو کی کتابیں حضرت مولانا محمد بخش صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے پڑھیں۔ استاد کی ترغیب سے آپ نے بعمر سترہ سال ۱۲۶۱ھ میں دہلی کا سفر کیا اور حضرت مولانا قاضی احمد الدین صاحب جہلمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے تعلیم شروع کی۔ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے ایک سال بعد ۱۲۶۲ھ میں استاذ الکل حضرت مولانا مملوک العلی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے جو دہلی میں اجمیری دروازہ کے قریب صدر مدرس تھے، تعلیم شروع کی اور پھر دونوں حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی اور قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہما ہم سبق ہوگئے اور بہت تھوڑے عرصہ میں کتابیں ختم کرلیں، اور حفظ قرآن پاک کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کا نکاح آپ کے حقیقی بڑے ماموں حضرت مولانا محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی صاحبزادی خدیجہ خاتون علیہا الرحمۃ سے ہوا۔ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ہاتھ پر سلاسل اربعہ میں بیعت کی ظالم برطانیہ کے خلاف جب رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ مئی ۱۸۵۷ء میں، ہندوستان میں تحریک آزادی شروع ہوئی تو اس جہاد میں جس کو کم بخت مورخ غدر لکھنے سے نہیں چوکتے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، حضرت مولانا نانوتوی، حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت حافظ محمد ضامن صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم نے بھرپور حصہ لیا مؤخر الذکر تو جہاد شاملی میں شہید ہوگئے۔ اس جہاد کی پرزور تحریک کئی وجوہ کی بنا پر ناکام ہوگئی اور سابق تینوں حضرات کے خلاف حکومت برطانیہ نے وارنٹ گرفتاری جاری کئے اور گرفتار کرنے والوں کے لئے صلہ اور انعام تجویز کیا اس لئے طالب دنیا لوگ ان کی تلاش میں ساعی اور ان کو گرفتار کروانے کی تگ ودو میں سرگرداں رہے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ

تعالےٰ علیہ اپنے مرید صادق جناب راؤ عبداللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے اصطبل اسپاں میں پہنچ گئے۔ ضلع انبالہ میں روپوش ہو گئے[1] کسی بدبخت مخبر نے حکومت کو خبر کر دی اور سرکاری عملہ آپہنچا اور راؤ صاحب علیہ الرحمۃ سے گھوڑوں کی دیکھ بھال کے بہانہ سے پورے اصطبل کا محاصرہ کر کے تلاشی لی۔ مگر اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضرت مولانا کو ان کی نگاہ سے اوجھل رکھا اور وہ خائب وخاسر ہو کر بے نیل مرام واپس چلے گئے۔

لیکن برطانیہ ظالم کی آتش انتقام اس سے کب ٹھنڈی ہو سکتی تھی مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا تعاقب اور تلاش بھی بدستور جاری رہی۔ مولانا ظالموں کی نگاہوں سے بچ کر رامپور پہنچے اور حضرت حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے مکان میں ٹھہرے اور وہیں سے ۱۲۷۶ھ کے شروع میں گرفتار کیے گئے اور سہارنپور کے جیل خانہ میں پہنچا کر جنگی پہرہ کی نگرانی میں دیدیئے گئے۔ تین چار دن آپ کو کال کوٹھری میں اور پھر پندرہ دن جیل خانہ کے حوالات میں مقید رکھا گیا اس کے بعد پیدل ہی براستہ دیوبند مظفر نگر کے جیل خانہ میں منتقل کر دیا گیا اور تقریباً چھ ماہ وہاں رہے بالآخر اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے باعزت رہائی نصیب ہوئی اور اس کی وجہ تھی کہ ظالم برطانیہ کے قدم مضبوط ہو چکے تھے اور کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اس لیے مسلمانوں کی ایک مقتدر شخصیت کو رہا کر کے ہی ملکی شورش کو ختم کرنا مناسب سمجھا گیا اور مولانا گنگوہیؒ، مولوی ابوالنصر علیہ الرحمۃ اور ان کے والد مولوی عبدالغنی صاحب علیہ الرحمۃ وغیرہ متعلقین واحباب کی معیت میں گنگوہ پہنچے۔ اور گنگوہ میں ۱۳۱۴ھ تک ایک کم پچاس سال تک برہما، سندھ، بنگال، پنجاب، مدراس، دکن، برار، اور افغانستان وغیرہ اطراف واکناف کے طلبۂ دین آپ سے مستفید ہوتے رہے ۱۲۸۰ھ میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی اور یہ حج فرض تھا۔ دوسرا حج ۱۲۹۴ھ میں نصیب ہوا جو حج بدل تھا اور تیسرا حج ۱۲۹۹ھ میں کیا۔

---

[1] دیکھئے تذکرۃ الرشید ص۸۰، سوانح قاسمی ج ۲ ص۱۲۴، امداد المشتاق ص۲۰، بیس بڑے مسلمان ص۹۹ ۱۲۔

یہ بھی حج بدل تھا ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو صالح اولاد سے بھی نوازا اور بے شمار دینی خدمات آپ سے لیں اور لاتعداد تلامذہ ،خلفاء اور اولاد کے صدقہ جاریہ کے علاوہ ۔ فتاویٰ رشیدیہ اوثق العری ، ہدایۃ الشیعہ ،سبیل الرشاد ، امداد السلوک ، القطوف الدانیہ ، زبدۃ المناسک لطائف رشیدیہ ، رسالہ تراویح ، رسالہ وقف ،فتویٰ ظہر احتیاطی ، فتویٰ میلاد ، ہدایۃ المعتدی رسالہ خطوط وغیرہ ۔ علمی ذخیرہ چھوڑ کر ۱۳۲۳ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را (آمین)

قطب الارشاد ، فقیہ النفس ، ماہر رموز شریعت ، واقف اسرار طریقت ، داعی توحید و سنت ، اور ماحیٔ شرک و بدعت ،حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کی شخصیت مذہبی اور سیاسی لحاظ سے ہندوستان کی علمی دنیا میں نہ صرف جانی پہچانی ہے بلکہ قابل اعتماد اور مقبول شخصیت ہے ۔ جنہوں نے قرآن وحدیث اور علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت اور تدریس میں اپنی عزیز زندگی بسر کی ۔ اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں جید علماء اور ارباب ، طریقت ان کی بدولت پیدا ہوئے جنہوں نے ہندوستان میں تقریر و تدریس اور تالیف و ارشاد کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کی اصلاح کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ زریں کام ان سے لیا ۔ اور ظالم برطانیہ کے خلاف تو ان کی مجاہدانہ کوششیں رہتی دنیا تک ایک یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں ۔

مگر خان صاحب بریلوی کی تکفیری گُند چھری کی زد سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ، ذات گرامی بھی محفوظ نہیں رہی اور ان کو بھی کافر بنانے میں خان صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا ہے جن مسائل کی وجہ سے ان کی بلاوجہ تکفیر کی گئی ہے وہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے بلکہ وہ خود ان کو صریحی اور قطعی کفر فرماتے ہیں ۔ خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں ۔

" تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو ، پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے اور یں لے

اس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا جس کا نام سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا اور میں نے یہ کتاب بصیغۂ رجسٹری اس کی طرف اسکے نام پر بھیجی اور بذریعہ ڈاک اس کے پاس سے رسید آگئی جسے گیارہ برس ہوئے اور مخالفین تین برس خبریں اڑاتے رہے کہ جواب لکھا جائے گا۔ لکھا گیا، چھاپا جائے گا، چھپنے کو بھیج دیا، اور اللہ عز وجل اس لئے نہ تھا کہ، دغابازوں کے مکر کو راہ دکھاتا تو وہ نہ کھڑے ہو سکے نہ کسی سے مدد پانے کے قابل تھے۔ اور، اب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں بھی اندھی کر دیں جس کی ہیئے کی آنکھیں پہلے سے پھوٹ چکی تھیں تو اب جواب کی امید کہاں اور کیا خاک کے نیچے سے مردہ جھگڑنے آئے گا پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوے میں رجو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی، آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا، صاف لکھ گیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا ماننے اور تصریح کرے کہ معاذاللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں جیسا اس نے کہا اور بس نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اللہ عزوجل کے امکان کذب ماننے کا برا انجام دیکھ کیوں کر وقوع کذب ماننے کی طرف کھینچ کر لے گیا یوں ہی سنت الٰہیہ جل وعلیٰ چلی آئی ہے اگلوں سے یہی ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہرا کیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم انتہیٰ.

(حسام الحرمین ص۱۰۱ تا ص۱۰۳)

اور دوسرے مقام پر خان صاحب لکھتے ہیں کہ۔

خدارا انصاف! کیا جس نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے، جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے اس کی نسبت یہ فتوے دینے والا کہ اگرچہ اس نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے جس نے کہا

کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے. حنفی، شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا، یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا یہ اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے، کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا اور کسی نے اسے جھوٹا لہذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے. یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا معنی گنہ گار بھی نہ کہو، کیا جس نے یہ سب تو اس مکذب خدا کی نسبت بنایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنی اقرار کے کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے صاف صریح کہہ دیا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے (گویا خانصاحب کے نزدیک قدرت علی الکذب مع امتناع الوقوع کے معنی صاف صریح وقوع کذب کے ہوتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ، یہ ہے خان صاحب کی فہم والنصاف. صفدر) یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا ہے، کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے ؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے ؟ مسلمانو ! خدارا انصاف ایمان نام کاہے کا تھا، تصدیق الٰہی کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے تکذیب، تکذیب کے کیا معنی ہیں کسی کی طرف کذب منسوب کرنا، جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے ؟ خدا جانے مجوسس وہنود ونصاریٰ ویہود کیوں کافر ہوئے ان میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا، ہاں معبود برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو مانتا، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا، اس سے وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے. الخ.

(حسام الحرمین ص۱۵، ۱۶)

الجواب ! خانصاحب بریلوی نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو یہ بے بنیاد الزام تھوپا ہے کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں

کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے، اس نے جھوٹ بولا، اور جھوٹ بولتا ہے۔ خالص بہتان، سفید جھوٹ اور نرا افترا ہے اور اس الزام میں ایک رتی بھر بھی صداقت نہیں ہے اور یہ سب کاروائی خانصاحب کی اپنے مریض سینہ کی اختراع ہے۔ کیوں نہ ہو کہ ہم قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور و متداول، اور مستند فتاویٰ کے حوالے سے ہی عرض کر دیں تاکہ خانصاحب کے بہتان اور جھوٹ کی قلعی بالکل کھل جائے اور کس و ناکس کو ان کی دغابازی کا علم ہو سکے۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امکان کذب کے سلسلہ کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بعد از سلام مسنون آنکہ آپ نے مسئلہ امکان کذب کو استفسار فرمایا ہے۔ مکرما امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا، یہ عقیدہ بندہ کا ہے اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید آئی ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگرچہ ہرگز جنت اس کو نہ دیوے گا۔ اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اس کو اعدا نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا، اس قدرت اور عدم اتباع کو امکان ذاتی اور ممتنع بالغیر سے تعبیر کہتے ہیں۔ فقط والسلام۔ رشید احمد عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ ج ا صلا ۱۱۲، طبع جید برقی پریس دہلی)

مسئلہ امکانِ کذب سے متعلق اس عبارت سے مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ و مسلک پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اور دوسرے مقام پر اسی مضمون کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

استفتاء:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالیٰ عز اسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں؟ اور خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں؟ اور جو شخص خدا تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب ! ذات پاک حق تعالےٰ جل جلالہٗ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف، بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالےٰ، اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۔ جو شخص حق تعالےٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے وہ ہرگز مومن نہیں ہے وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے، اور مخالف قرآن اور حدیث اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۔ البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مثل فرعون وہامان، و ابی لہب کو جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالےٰ قادر ہے اس بات پر کہ اس کو جنت دے دیوے عاجز نہیں ہو گیا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰاھَا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کریگا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعال لما یرید ہے یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے۔ چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالےٰ ان تغفر لھم الخ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضیٰ وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے، عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم بالصواب۔ (کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ) (فتاویٰ ج ۱ ص ۱)

اسی فتاوئے رشیدیہ میں حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا اسی مسئلہ کے بارے میں ایک جواب درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

جواب ! واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔ وغیرہما آیات کے وہ

ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے رہا خلاف علماء کا جو دربارہ وقوع و عدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب "براہین قاطعہ" نے تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے، اس کی تحقیق میں طول ہے۔ الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب قدرت باری تعالےٰ ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو، امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شئے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔ چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیاء کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالےٰ ہے پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناءِ زمان قاصر ہیں۔ آیات واحادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے الخ (آگے قرآن وحدیث کی ایک ایک مثال بھی بیان فرمائی ہے)

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۲۰)

پہلی دونوں عبارتیں قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی اپنی ہیں، ان کا ایک ایک حرف پڑھیں اور خان صاحب بریلوی کی دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی کی داد دیں کہ مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ کا کیا عقیدہ اور مسلک ہے، حضرت گنگوہی نے کیا فرمایا ؟ اور خان صاحب نے از راہ تعصب وہٹ دھرمی کیا سمجھا ہے ؟ عبارتیں بالکل روشن ہیں ہمیں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اور تیسری عبارت مولانا گنگوہی کے پیر ومرشد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی ہے جو اپنے مفہوم اور مدلول کے لحاظ سے بالکل صاف اور بے غبار ہے اتنی تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی کوڑھ مغز یا ضدی یہ کہے کہ مولانا گنگوہی اللہ تعالےٰ کو معاذ اللہ تعالےٰ بالفعل جھوٹا کہتے ہیں اور اس سے وقوع کذب کے قائل ہیں تو یہ سراسر باطل اور یقیناً مردود ہے اور خود مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ ایسے شخص کو قطعاً

کافر اور ملعون قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کی عبارت سے یہ واضح ہے۔ لیکن بایں ہمہ خانصاحب بریلوی اور ان کے اتباع واذناب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو معاذ اللہ تعالےٰ اسلئے کافر کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) حالانکہ ان کا دامن بالکل اس بہتان عظیم سے پاک و صاف ہے۔

رہا خانصاحب کا یہ الزام کہ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا مہری دستخطی فتوےٰ بمبئی وغیرہ سے طبع ہوا ہے اور اس میں انہوں نے معاذ اللہ تعالیٰ، اللہ تبارک وتعالےٰ کو بالفعل جھوٹا کہا ہے تو یہ بھی خان صاحب کا ایک خالص جھوٹا الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے چنانچہ مسئلہ امکان کذب کے سلسلہ میں حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ پر اس اتہام کے بارے میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

" اور یہ جو (خان صاحب) بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا (رشید احمد صاحب گنگوہیؒ) کے فتوےٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل (سازی) ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل (سازی) اسے آسان ہیں کیوں کہ اس میں وہ استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے، کیوں کہ تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت، اکثر مہریں بنالیتا ہے..... مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائِ امت کو کافر کہتا رہتا ہے جس طرح محمد بن عبد الوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رسوا کرے، انتہیٰ۔ (المہند علی المفند ص۳۷)

خود خان صاحب رویت ہلال کے سلسلہ میں خط کے نامعتبر ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

" تمام کتابوں میں تصریح ہے الخط یشبہ الخط۔ الخط لا یعمل بہ۔

(ملفوظات حصہ دوم ص۵)

جب رویت ہلال جیسی معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر تکفیر جیسے اہم معاملہ

میں اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟ اور وہ بھی جعلی کہ منسوب الیہ کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو۔ غرضیکہ خان صاحب بریلوی اور ان کے اتباع نے قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو جو بایں وجہ کافر کہا اور بنایا ہے کہ وہ معاذ اللہ تعالےٰ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ العیاذ باللہ خدا تعالےٰ بالفعل جھوٹ بولتا ہے اور اس سے کذب واقع ہوا ہے، ایک خالص بہتان ہے اور نرا جھوٹ ہے۔ مولانا گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا وہی عقیدہ ہے جو تمام اہل سنت والجماعت کا ہے اس مسئلہ کی سیر حاصل بحث راقم کی کتاب "تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین" طبع دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔